خلیفہ چہارم

سیدنا علی المرتضیٰ

رضی اللہ عنہ

از افادات

مخدومِ اہلسنت، آبروئے سنیت، خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند، مرد مومن، مردِ حق

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی نوری علیہ الرحمہ

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

/makhtarraza1011

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰہ رب محمد صلی علیہ وسلماً　　نحن عباد محمد صلیٰ علیہ وسلماً

خلیفۂ چہارم

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

ماخوذ: فضائل صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم

از افادات

مخدومِ اہلسنت، آبروئے سنیت، خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند، مردمومن، مردحق

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی نوری علیہ الرحمہ

آن لائن پیشکش

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

www.muftiakhtarrazakhan.com

خلیفۂ چہارم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بچپن ہی میں اسلام لائے۔ بعض صحابہ کے نزدیک سب سے پہلے آپ ہی نے اسلام قبول کیا۔ آپ رسول کریم ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب کے فرزند ہیں۔ آقا و مولیٰ ﷺ نے بچپن ہی میں آپ کی پرورش اپنے ذمہ لے لی تھی۔ حضور ﷺ نے اپنی چھوٹی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کیا۔

علم کی قوت، ارادے کی پختگی، استقلال اور شجاعت و بہادری میں آپ کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ محدثین فرماتے ہیں کہ جتنی احادیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہیں، کسی اور کی فضیلت میں نہیں آئیں۔

آپ سے نبی کریم ﷺ کی ایک سو چھیاسی احادیث مروی ہیں۔ آپ سے پوچھا گیا، کیا سبب ہے کہ آپ زیادہ احادیث روایت کرتے ہیں؟ فرمایا، اس کا سبب یہ ہے کہ جب کبھی میں حضور ﷺ سے کچھ دریافت کرتا تو آپ مجھے خوب اچھی طرح سمجھایا کرتے اور جب میں خود سے کچھ نہیں پوچھتا تو آپ خود ہی بتایا کرتے تھے۔

آپ تمام غزوات میں سوائے غزوۂ تبوک کے نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے اور شجاعت و بہادری کے خوب جوہر دکھائے۔ غزوۂ تبوک میں آقا و مولیٰ ﷺ نے آپ کو اپنا نائب بنا کر مدینہ منورہ میں چھوڑ دیا تھا۔

جنگِ خیبر میں آپ نے اپنی پشت پر خیبر کا دروازہ اٹھالیا اور مسلمان اس دروازے پر

چڑھ کر قلعہ کے اندر داخل ہو گئے، بعدازاں آپ نے وہ دروازہ پھینک دیا۔ فتح کے بعد جب اس دروازے کو گھسیٹ کر دوسری جگہ ڈالا جانے لگا تو چالیس افراد نے مل کر اسے اٹھایا تھا۔ جنگ خیبر ہی کے موقع پر آپ نے یہ شعر پڑھا جو بہت مشہور ہوا،

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِی اُمِّیْ حَیْدَرَہْ　　کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہِ الْمَنْظَرَہْ

''میں وہ شخص ہوں کہ میری ماں نے میرا نام ''شیر'' رکھا ہے، میری صورت جنگل میں رہنے والے شیر کی طرح خوفناک ہے''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں اٹھارہ ایسی صفات ہیں جو کسی اور صحابی میں نہیں ہیں۔ جس جگہ قرآن کریم میں یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا آیا ہے وہاں یہ سمجھنا چاہیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان ایمان والوں کے امیر وشریف ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن میری آنکھوں میں آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ دہنِ اقدس لگایا تھا اور عَلَم عطا فرمایا تھا، اُس دن سے نہ میری آنکھیں دُکھنے آئیں اور نہ میرے سر میں درد ہوا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ آپس میں کہا کرتے تھے کہ ہم اہلِ مدینہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ معاملہ فہم ہیں۔ جلیلُ القدر تابعی حضرت مسروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کا علم اب حضرت علی، حضرت عمر، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم تک محدود رہ گیا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ تشریف لائے تو ابن الکواء اور قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہما نے کھڑے ہو کر دریافت کیا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تم خلیفہ ہو گے، یہ بات کہاں تک سچ

ہے؟ آپ نے فرمایا،

یہ بات بالکل غلط ہے۔ جب میں نے سب سے پہلے حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی تو اب آپ پر جھوٹ کیوں تراشوں؟ اگر حضور ﷺ نے مجھ سے اس قسم کا کوئی وعدہ کیا ہوتا تو میں حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو منبر پر کیوں کھڑا ہونے دیتا، میں اُن دونوں کو قتل کر ڈالتا خواہ میرا ساتھ دینے والا کوئی بھی نہ ہوتا۔

یہ سب جانتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کی وفات اچانک نہیں ہوئی بلکہ آپ چند روز بیمار رہے اور جب آپ کی بیماری نے شدت اختیار کی اور مؤذن نے حسبِ معمول آپ کو نماز پڑھانے کے لیے بلایا تو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا اور انہوں نے نماز پڑھائی اور حضور ﷺ نے مشاہدہ فرمایا۔ اس عرصہ میں ایک بار آپ کی ایک زوجہ مطہرہ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے اس ارادے سے باز رکھنا چاہا تو حضور ﷺ کو غصہ آیا اور آپ نے فرمایا، تم تو یوسف کے زمانے کی عورتیں ہو! جاؤ ابوبکر ہی کو کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔

جب حضور ﷺ کا وصال ہوا اور ہم نے اپنے معاملات میں (یعنی خلافت کے متعلق) غور کیا تو اسی شخص کو اپنی دنیا کے لیے اختیار کر لیا جس کو آقا و مولیٰ ﷺ نے ہمارے دین (امامت) کے لیے منتخب فرمایا تھا کیونکہ حضور ﷺ دین و دنیا دونوں کے قائم رکھنے والے تھے۔ لہٰذا ہم سب نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی اور سچی بات یہی ہے کہ آپ اس کے اہل تھے اسی لیے کسی نے آپ کی خلافت میں اختلاف نہیں کیا اور نہ کسی نے روگردانی کی۔ میں نے بھی اسی بناء پر آپ کا حق ادا کیا اور آپ کی اطاعت کی۔ آپ لے لشکر میں شریک ہو کر کافروں سے جنگ کی، مالِ غنیمت اور بیت المال سے آپ نے جو دیا وہ بخوشی

قبول کرلیا، اور جہاں کہیں آپ نے مجھے جنگ کے لیے بھیجا، میں گیا اور دل کھول کرلڑا یہاں تک کہ ان کے حکم سے شرعی سزائیں بھی دیں۔

جب آپ کا وصال ہوگیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے اور وہ خلیفۂ اول کے بہترین جانشین اور سنتِ نبوی پر عمل پیرا ہوئے تو ہم نے ان کے ہاتھ پر بھی بیعت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے پر بھی کسی شخص نے اختلاف نہیں کیا، نہ کسی نے روگردانی کی اور نہ ہی کوئی شخص ان کی خلافت سے بیزار ہوا۔ پہلے کی طرح میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بھی حقوق ادا کیے اور انکی مکمل اطاعت کی۔ جو کچھ انہوں نے مجھے دیا وہ میں نے لیا۔ انہوں نے مجھے جنگوں میں بھیجا جہاں میں نے دشمنوں سے مقابلے کیے اور انکے عہد میں بھی اپنے کوڑوں سے مجرموں کو سزا دی۔

جب انکے وصال کا وقت قریب آیا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی قرابت، اسلام لانے میں اپنی سبقت، اپنے اعمال اور اپنی بعض دیگر فضیلتوں پر غور کیا تو مجھے خیال ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میری خلافت میں اعتراض نہیں کریں گے لیکن شاید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خوف ہوا کہ وہ کہیں ایسا خلیفہ نامزد نہ کر دیں جس کے اعمال کا خود اُنہیں قبر میں جواب دینا پڑے۔ اس خیال کے پیش نظر انہوں نے اپنی اولاد کو بھی نظر انداز کر دیا اور اسے خلافت کے لیے نامزد نہیں فرمایا۔ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود کسی کو خلیفہ بناتے تو لازمی طور پر اپنے بیٹے کو خلیفہ بناتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ خلیفہ کا انتخاب چھ قریشیوں پر چھوڑ دیا جن میں ایک میں بھی تھا۔

جب ان چھ ارکان کا اجلاس ہوا تو مجھے خیال آیا کہ اب خلافت کا بار میرے کندھوں پر رکھ دیا جائے گا اور یہ مجلس میرے برابر کسی دوسرے کو حیثیت نہیں دے گی اور مجھے ہی

خلیفہ منتخب کرے گی۔ وہاں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہم سب سے عہد لیا کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے جس کو خلیفہ بنا دے، ہم سب اس کی اطاعت کریں گے اور اسکے احکام برضا ورغبت بجالائیں گے۔

اسکے بعد انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ میں نے سوچا کہ میری اطاعت میری بیعت پر غالب آ گئی اور مجھ سے جو وعدہ لیا گیا وہ اصل میں دوسرے کی بیعت کے لیے تھا۔ بہر حال میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور پہلے خلفاء کی طرح ان کی اطاعت کی، انکے حقوق ادا کیے، انکی قیادت میں جنگیں لڑیں، انکے عطیات کو قبول کیا اور مجرموں کو شرعی سزائیں بھی دیں۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مجھے خیال ہوا کہ وہ دونوں خلیفہ جن سے میں نے لفظ بالصلوٰۃ کے ساتھ بیعت کی تھی، وہ وصال فرما چکے اور جن کے لیے مجھ سے وعدہ لیا گیا تھا وہ بھی رخصت ہو گئے لہٰذا یہ سوچ کر میں نے بیعت لینا شروع کر دی چنانچہ مجھ سے مکہ ومدینہ اور بصرہ وکوفہ کے لوگوں نے بیعت کر لی۔ اب خلافت کے لیے میرے مقابل وہ شخص کھڑا ہوا ہے (یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) جو قرابت، علم اور سبقتِ اسلام میں میرے برابر نہیں اس لیے میں ہر طرح اس شخص کے مقابلے میں خلافت کا زیادہ حقدار ہوں۔

(تاریخ الخلفاء:۲۶۵)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس تفصیلی ارشادِ گرامی سے واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد خلافت کے لیے اُنہیں نامزد نہیں فرمایا تھا اور نہ ہی ان سے کسی قسم کا وعدہ فرمایا تھا۔ اسی لیے آپ نے خلفائے ثلاثہ کی بیعت واطاعت کی اور کبھی ان کی مخالفت نہیں کی۔

”آپ کے دورِ خلافت میں جو فسادات یا جھگڑے ہوئے وہ آپ کے استحقاقِ

خلافت پر نہیں تھے بلکہ وہ ایک اجتہادی غلطی تھی جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی سزا میں جلدی کا مطالبہ تھا''۔(تکمیل الایمان:۱۶۰)

(اس کے متعلق آئندہ صفحات میں گفتگو کی جائے گی)حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا، کیا وجہ ہے کہ پہلے تینوں خلفاء کا دورِ خلافت بڑے انتظام سے گزرا اور کسی گوشے سے اختلاف ومخالفت نہیں ہوئی مگر آپ کے دورِ خلافت میں ہر طرف انتشار اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا، اُن کے دورِ خلافت میں ہم ان کے معاون تھے اور ہمارے دورِ خلافت کے معاون تم ہو۔(ایضاً:۱۵۸)

۱۷ یا ۱۹ رمضان المبارک ۴۰ھ کی صبح حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز فجر پڑھانے کے لیے گھر سے نکلے۔ راستے میں آپ لوگوں کو نماز کے لیے آواز دیکر جگاتے جارہے تھے کہ اچانک ابنِ ملجم خارجی سامنے آ گیا اور اس نے تلوار کا وار کر کے آپ کو شدید زخمی کر دیا۔ آپ نے فرمایا، فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَة۔''ربِ کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا''۔ دو دن بقیدِ حیات رہ کر ۱۹ یا ۲۱ رمضان کو آپ کی روح بارگاہِ قدس میں پرواز کر گئی۔

(ماخوذ از تاریخ الخلفاء)

فضائلِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، قرآن میں

1۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

''اے ایمان والو جب تم رسول سے کوئی بات عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو۔ یہ تمھارے بہت بہتر اور بہت ستھرا ہے، پھر اگر تمھیں مقدور نہ ہو تو اللہ بخشنے

والا مہربان ہے''۔(المجادلۃ:۱۲، کنزالایمان)

سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں جب اغنیاء نے عرض و معروض کا سلسلہ دراز کیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ فقراء کو اپنی عرض پیش کرنے کا موقع کم ملنے لگا تو عرض پیش کرنے والوں کو عرض پیش کرنے سے پہلے صدقہ دینے کا حکم دیا گیا۔اس حکم پر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عمل کیا اور ایک دینار صدقہ کر کے دس مسائل دریافت کئے۔

عرض کیا، وفا کیا ہے؟ فرمایا، توحید اور توحید کی شہادت دینا۔عرض کیا، فساد کیا ہے؟ فرمایا، کفر و شرک۔عرض کیا، حق کیا ہے؟ فرمایا، اسلام، قرآن و حدیث جب تجھے ملے، عرض کیا، حیلہ (یعنی تدبیر) کیا ہے؟ فرمایا، ترکِ حیلہ۔عرض کیا، مجھ پر کیا لازم ہے؟ فرمایا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت۔عرض کیا، اللہ تعالیٰ سے کیسے دعا مانگوں؟ فرمایا، صدق ویقین کے ساتھ۔عرض کیا، کیا مانگوں؟ فرمایا، عاقبت۔عرض کیا، اپنی نجات کے لئے کیا کروں؟ فرمایا، حلال کھا اور سچ بول۔عرض کیا سرور کیا ہے؟ فرمایا، جنت۔عرض کیا، راحت کیا ہے؟ فرمایا، اللہ تعالیٰ کا دیدار۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سوالوں سے فارغ ہو گئے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اور رخصت نازل ہوئی۔سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کسی اور کو اس پر عمل کرنے کا وقت نہیں ملا۔

(خزائن العرفان بحوالہ خازن و مدارک)

ابن ابی شیبہ نے مصنف اور حاکم نے مستدرک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کتاب اللہ میں ایک آیت ایسی ہے کہ جس پر میرے سوا کسی نے عمل نہیں کیا۔میرے پاس ایک دینار تھا میں نے اس کے دس درھم لئے میں جب بھی حضور ﷺ سے مناجات کرتا تو ایک درھم صدقہ کرتا۔(تفسیر مظہری)

2۔ اَجَعَلْتُمْ سِقَایَۃَ الْحَاجِّ وَعِمَارَۃَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَایَسْتَوٗنَ عِنْدَاللّٰہِ۔ (التوبۃ:۱۹)

''تو کیا تم نے حاجیوں کی سبیل اور مسجد حرام کی خدمت اس کے برابر ٹھہرائی جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں''۔

(کنزالایمان از اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمہ اللہ)

اس آیت کریمہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے جب طلحہ بن شیبہ نے فخریہ کہا، میں بیت اللہ کا خادم ہوں اور اسکی چابیاں میرے پاس ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت کرتا ہوں۔ ان کے یہ فخریہ جملے سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مجھے معلوم نہیں کہ تم کس بات پر فخر کر رہے ہو جبکہ میں چھ سال سے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہوں یعنی تم لوگوں سے پہلے میں نے اسلام قبول کیا تھا اور میں مجاہد ہوں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(تفسیر مظہری، تفسیر بغوی)

3۔ یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا ○ وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ○ اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا ○ (الدھر:۷،۸،۹)

''اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی (یعنی شدت اور سختی) پھیلی ہوئی ہے۔ اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔ اُن سے کہتے ہیں، ہم تمہیں خاص اللہ کے لیے کھانا دیتے ہیں، تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے''۔ (کنزالایمان)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔(تفسیر بغوی، تفسیر مظہری)

صدرُ الا فاضل لکھتے ہیں، یہ آیات حضرت علی مرتضیٰ، حضرت فاطمہ اور ان کی کنیز فضہ کے حق میں نازل ہوئیں۔ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بیمار ہوئے۔ ان حضرات نے ان کی صحت پر تین روزوں کی نذر مانی، اللہ تعالیٰ نے صحت دی۔ نذر پوری کرنے کے لئے انہوں نے روزے رکھے۔ ایک یہودی سے تین صاع لے کر آئے۔

حضرت خاتون جنت نے ایک ایک صاع تینوں دن پکایا لیکن جب افطار کا وقت آیا تو ایک روز ایک مسکین، ایک روز ایک یتیم اور ایک روز ایک اسیر آیا اور تینوں روز یہ سب روٹیاں ان لوگوں کو دے دی گئیں اور تینوں دن پانی سے روزہ افطار فرمایا اور پانی ہی سے رکھا گیا۔(تفسیر خزائن العرفان)

یہ واقعہ تفسیر کبیر، تفسیر روح البیان، تفسیر خازن، تفسیر بغوی اور تفسیر بیضاوی میں بھی ذرا مختلف الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔ ایک روایت میں یہ حصہ زائد ہے کہ تینوں دن ایثار کرنے پر حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ آپ کے اہلبیت کے بارے میں مبارک باد دیتا ہے۔ اور پھر یہ آیات تلاوت کیں۔

4۔ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ (الحج:١٩)

''یہ دو فریق ہیں کہ اپنے رب (کے بارے) میں جھگڑے''۔(کنز الایمان)

ان فریقوں میں سے ایک مومنوں کا ہے اور دوسرا کافروں کا۔ بخاری و مسلم میں سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، یہ آیت حضرت علی، حضرت حمزہ، حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہم اور ان سے مقابلہ کرنے والے کافروں عتبہ، شیبہ اور ولید کے بارے میں نازل ہوئی۔

علامہ بغوی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کفار سے جھگڑا کرنے کے سبب قیامت کے دن رحمت الٰہی کے سامنے سب سے پہلے دوزانو ہو کے بیٹھنے والا میں ہی ہوں گا۔(تفسیر بغوی، تفسیر مظہری)

5۔ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ O (البقرۃ: ۲۷۴)

''وہ جو مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں، چھپے اور ظاہر، اُن کے لئے اُن کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے، اُن کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم''۔(کنز الایمان)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔(تفسیر در منثور)

آپ ہی سے مروی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کثیر دینار اصحاب صفہ کی طرف بھیجے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رات کے اندھیرے میں ایک وسق (تقریباً چھ من) کھجوریں بھیجیں تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی۔ دن اور اعلانیہ طریقے سے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، رات اور مخفی طریقے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا صدقہ مراد ہے۔(بغوی، مظہری)

6۔ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ۔(الاعراف ۴۳)

''اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لیے، (جنت میں) اُن کے نیچے نہریں بہیں گی۔ اور کہیں گے، سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی''۔

(کنز الایمان از امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت ہم اہلِ بدر کے حق میں نازل ہوئی اور یہ بھی مروی

ہے کہ آپ نے فرمایا، مجھے امید ہے کہ میں، عثمان، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم اُن میں سے ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (تفسیر خازن، مظہری)

صدرُ الافاضل رحمہ اللہ اس کے بعد فرماتے ہیں، ''حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اِس ارشاد نے رفض کی بیخ و بنیاد کا قلع قمع کر دیا''۔ (خزائن العرفان)

7۔ اَفَمَنْ کَانَ مُؤْمِناً کَمَنْ کَانَ فَاسِقاً لاَ یَسْتَوٗنَ۔ (السجدۃ:۱۸)

''تو کیا جو ایمان والا ہے، اُس جیسا ہو جائے گا جو بے حکم ہے، یہ برابر نہیں ہیں''۔

(کنزالایمان از اعلیٰ حضرت بریلوی رحمہ اللہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ولید بن عقبہ کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ اس کافر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا، تم خاموش رہو کیونکہ تم بچے ہو جبکہ میں تم سے زیادہ زبان دراز اور بہادر ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا، خاموش ہو جا کیونکہ تو فاسق ہے۔ اس پر آپ کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر خازن، تفسیر مظہری)

8۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدّاً۔

''بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ان کے لئے رحمٰن (لوگوں کے دلوں میں) محبت پیدا کر دے گا''۔ (مریم:۹٦، کنزالایمان)

طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی کہ رب تعالیٰ ان کی محبت تمام مومنوں کے دلوں میں اور ساری کائنات میں پیدا فرما دے گا۔ (تفسیر مظہری)

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، تم دعا

کرو کہ الٰہی ! مجھے اپنی بارگاہِ رحمت سے عہد عطا فرما اور مجھے اپنی محبت کا مستحق بنا لے اور میری محبت مومنوں کے دلوں میں پیدا فرما دے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دعا کی تو مذکورہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔(تفسیر درمنثور)

9۔اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِر "وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔ (الرعد:۷)

"تم تو ڈر سنانے والے اور ہر قوم کے ہادی (ہو)"۔(کنز الایمان)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینۂ انور پر دستِ اقدس رکھا اور فرمایا، میں منذر یعنی ڈر سنانے والا ہوں اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر دست مبارک رکھ کر فرمایا،

"اَنْتَ الْهَادِي الْمُهْتَدُوْنَ مِنْ م بَعْدِيْ"۔"اے علی ! تو ہادی ہے اور میرے بعد راہ پانے والے تجھ سے راہ پائیں گے"۔(تفسیر درمنثور،تفسیر کبیر)

یعنی تجھ سے ولایت کے سلسلے جاری ہونگے اور امت کے تمام اولیاء کرام اور صالحین تجھ سے فیض پائیں گے۔

10۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ۔

"اے ایمان والو! حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستھری چیزیں جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کیں"۔ (المائدہ:۸۷،کنز الایمان)

ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت جماعت صحابہ کی ایک جماعت کے بارے میں ہوئی جن میں حضرت ابوبکر،حضرت عمر،حضرت علی وغیرہ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔جب انہوں نے عہد کیا کہ دنیا ترک کر کے رہبانیت اختیار کرلیں،ٹاٹ کا لباس پہنیں،گوشت وروغن نہ کھائیں،ہمیشہ روزہ رکھیں صرف بقدر ضرورت کھائیں،عورتوں کے

پاس نہ جائیں۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی اوراعتدال کاراستہ اختیار کرنے کاحکم دیا گیا۔ (تفسیر مظہری،تفسیر درمنثور)

11۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ (المائدہ:۵۵)

''تمھارے دوست نہیں مگر اللہ اور اللہ کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں'' (کنزالایمان)

طبرانی نے اوسط میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سائل آیا جبکہ آپ نفل نماز کے رکوع میں تھے۔آپ نے حالتِ رکوع میں اپنی انگوٹھی اتار کر سائل کو دے دی۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔اس کی سند میں بعض راوی مجہول ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں ہے کہ یہ آیت حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ایسی بعض اسناد کا ذکر کر کے قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں، یہ وہ شواہد ہیں جن میں بعض بعض کو قوت پہنچاتے ہیں۔(تفسیر مظہری)

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ آیت مومنوں کے حق میں نازل ہوئی۔آپ سے عرض کی گئی، کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا ،حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تو مومنوں میں شامل ہیں۔(ایضاً)

شیعہ حضرات اس آیت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلافصل کا دعوٰی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہاں ولی کا مفہوم مسلمانوں کے امور میں تصرف کرنا ہے اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت وامامت ثابت ہوئی اور چونکہ ''انما'' کلمۂ حصر ہے اس لئے ان کے سوا

خلفائے ثلاثہ کی خلافت کی نفی ثابت ہوئی۔

علماء اہلسنت اس کے جواب میں فرماتے ہیں:۔

(ا) یہاں ولی کا مطلب خلیفہ نہیں ہوسکتا، اس کی دو وجوہ ہیں اول یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو بھی ولی فرمایا اور وہ کسی کے خلیفہ نہیں۔ نیز ایک لفظ بیک وقت متعدد معانی میں استعمال نہیں ہوسکتا۔ دوم یہ کہ اس آیت کے نزول کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہیں تھے۔ اگر اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کا زمانہ مراد لیا جائے تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل ثابت نہیں ہوتی۔ تین خلفاء کے بعد کا زمانہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا زمانہ کہلائے گا۔

(ب) اگر لفظ ''انما'' سے جو حصر کے لئے ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات میں خلافت و امامت منحصر مان لی جائے اور خلفائے ثلاثہ کی خلافت و امامت کا انکار کر دیا جائے تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد آنے والے ائمہ اہلبیت کی بھی نفی ہو جائے گی اور یہ بات مخالفین کے نزدیک بھی قابلِ قبول نہیں ہوسکتی۔

قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ، تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں، اگر اس سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات ہے تو بصریوں کے قول کے مطابق ''انما'' سے حصر اضافی مراد ہوگا اور وہ یہود و نصاریٰ ہوں گے جن کو خارج کیا جائے گا مومنوں کو اس سے خارج نہیں کیا جائے گا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کے فرمان 'وما محمد الا رسول' میں حصر اضافی مراد ہے۔

(ج)۔ پس یہاں ولی بمعنی دوست اور محبوب کے ہے یا بمعنی مددگار کے۔ جیسا کہ حدیث پاک ''من کنت مولاہ فعلی مولاہ'' کے تحت آگے تفصیل آئے گی۔

فضائلِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، احادیث میں

1۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں چھوڑ دیا۔ آپ نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہو جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت ہارون علیہ السلام کو تھی ما سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (متفق علیہ)

2۔ حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، نبی اُمی ﷺ نے مجھ سے عہد فرمایا ہے کہ مجھ سے مومن ہی محبت کرے گا اور مجھ سے بغض رکھنے والا منافق ہی ہوگا۔ (مسلم، ترمذی)

3۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غیب بتانے والے آقا و مولیٰ ﷺ نے خیبر کے روز فرمایا، کل یہ جھنڈا میں ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دیگا, وہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے نیز اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اگلے روز صبح کے وقت ہر آدمی یہی تمنا رکھتا تھا کہ جھنڈا اسی کو دیا جائے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، علی ابنِ ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگ عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ ﷺ! اُن کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ فرمایا، انہیں بلاؤ۔ انہیں بلایا گیا اور رسول کریم ﷺ نے ان کی آنکھوں پر لعابِ دہن لگا دیا۔ ان کی آنکھیں ٹھیک ہوگئیں جیسے کوئی تکلیف ہی نہ ہوئی تھی اور انہیں جھنڈا دے دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ ﷺ! میں اُن سے لڑوں گا یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ فرمایا، نرمی اختیار کرو، جب اُن کے میدان میں اتر جاؤ تو انہیں اسلام

کی دعوت دو اور اللہ تعالیٰ کے جو حقوق ان پر لازم ہیں وہ انہیں بتاؤ۔ خدا کی قسم! تمہارے ذریعے اگر اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو بھی ہدایت عطا فرمادی تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ (متفق علیہ)

4۔ ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ فلاں شخص سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر بیٹھ کر برا بھلا کہتا ہے۔ انہوں نے پوچھا، وہ کہتا کیا ہے؟ جواب دیا، وہ انہیں ابو تراب کہتا ہے۔ یہ ہنس پڑے اور فرمایا، خدا کی قسم! ان کا یہ نام تو آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ نام اپنے اصل نام سے زیادہ پیارا ہے۔ پس راوی نے کہا، اے ابو عباس! پورا واقعہ بتائیں۔

فرمایا: ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور پھر کسی وجہ سے مسجد میں آ کر لیٹ گئے۔ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم گھر آئے تو ان سے دریافت فرمایا، علی کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا، وہ مسجد میں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے ہیں، ان کی چادر ڈھلکی ہوئی ہے اور ان کی کمر مٹی سے آلودہ ہے۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک ہاتھ سے وہ مٹی جھاڑنے لگے اور آپ نے دو بار فرمایا، اے ابو تُراب اٹھو، اے ابو تُراب اٹھو۔ (بخاری باب مناقبِ علی)

5۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بھنا ہوا پرندہ تھا۔ آپ نے دعا کی، اے اللہ! میرے پاس اس شخص کو بھیج جو تجھے اپنی مخلوق میں سب سے پیارا ہو، تاکہ وہ اس پرندے کو میرے ساتھ کھائے۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر بارگاہ ہوئے اور آپ کے ساتھ اسے کھایا۔ (ترمذی)

6۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

فرمایا،تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔(متفق علیہ)

7۔ حضرت عمران بن حُصَین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،علی مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں اور وہ ہر ایمان والے کے یارومددگار ہیں۔(ترمذی)

8۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،جس کا میں مددگار ہوں،اس کے علی بھی مددگار ہیں۔(احمد،ترمذی)

9۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف کے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان سے سرگوشی فرمائی۔لوگوں نے کہا،آپ نے اپنے چچا کے بیٹے سے بہت لمبی سرگوشی فرمائی۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے اُن سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے سرگوشی فرمائی ہے یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان سے سرگوشی کی ہے۔(ترمذی)

10۔ حضرت حُبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا،

''علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔میری طرف سے میرے یا علی کے سوا کوئی دوسرا ادا نہیں کرسکتا''۔(ترمذی)

11۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور انکی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔عرض گزار ہوئے کہ آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمادیا لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا،تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔(ترمذی)

12۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسولُ اللہ ﷺ سے جب کوئی چیز مانگتا تو آپ عطا فرماتے اور اگر میں خاموش رہتا تو حضور مجھ سے ابتداء فرماتے۔ (ترمذی)

13۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ (ترمذی، حاکم)

14۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے، میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ (طبرانی، البزار، تاریخ الخلفاء:۲۵۷)

15۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''ہم اس مشکل سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں جس کو علی رضی اللہ عنہ حل نہ کر سکیں''۔

صحابہ میں کوئی ایسا نہ تھا جو یہ کہتا ہو کہ مجھ سے پوچھو البتہ علی رضی اللہ عنہ یہ کہا کرتے تھے کہ مجھ سے پوچھا کرو۔ (تاریخ الخلفاء:۲۵۸، الصواعق المحرقہ:۱۹۶)

16۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، حالتِ جنابت میں کسی کے لیے اس مسجد سے گزرنا جائز نہیں ہے سوائے میرے اور تمہارے۔ (ترمذی)

17۔ حضرت امِ عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ دونوں ہاتھ اٹھا کر فرما رہے تھے، اے اللہ! مجھے وفات نہ دینا جب تک میں علی کو نہ دیکھ لوں۔ (ترمذی)

18۔ حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، کوئی منافق علی سے محبت نہیں رکھے گا اور کوئی مومن اس سے بغض نہیں رکھے گا۔ (مسند احمد، ترمذی)

19۔ ان سے ہی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔ (مسند احمد، مشکوٰۃ)

20۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا، تمہاری مثال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہے کہ یہود نے ان سے عداوت رکھی یہاں تک کہ ان کی والدہ ماجدہ پر بھی بہتان جڑ دیا اور نصاریٰ نے ان سے محبت رکھی یہاں تک کہ انہیں اس مقام پر پہنچا دیا جو ان کا حق نہیں۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میرے متعلق دو آدمی ہلاک ہو جائیں گے۔ محبت میں افراط کرنے والا کہ ایسی باتیں کہے گا جو مجھ میں نہیں ہیں۔ دوسرا عداوت رکھنے والا جس کو دشمنی ابھارے گی کہ مجھ پر بہتان جڑے۔ (احمد، مشکوٰۃ)

21۔ حضرت سعد بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھنے لگا۔ آپ نے ان کے نیک اعمال بیان کر کے فرمایا، یہ باتیں تجھے بری لگی ہونگی؟ اس نے کہا، ہاں۔ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل وخوار کرے۔ پھر اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے ان کی بھی خوبیاں بیان کیں اور فرمایا، وہ ایسے ہیں کہ ان کا گھر نبی کریم کے گھروں کے درمیان ہے۔ پھر پوچھا، یہ باتیں بھی تجھے بری لگی ہونگی؟ اس نے کہا، ہاں۔ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل وخوار کرے۔ جا دفع ہو اور مجھے نقصان پہنچانے کی جو کوشش کر سکتا ہو کر لے۔ (بخاری باب مناقبِ علی)

22۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم فرمایا سوائے دروازۂ علی کے۔ (ترمذی)

23۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مجھے ایک قرب حاصل تھا جو کسی دوسرے کو حاصل نہ تھا۔ میں علی الصبح حاضرِ بارگاہ ہوتا اور عرض کرتا، یا نبی اللہ! آپ پر سلام ہو۔ اگر آپ کھنکارتے تو اپنے گھر والوں کی طرف واپس لوٹ آتا ورنہ حاضرِ خدمت

ہوجاتا۔(نسائی)

24۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیمار تھا تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے اسوقت میں کہہ رہا تھا، اے اللہ! اگر میری موت کا وقت آپہنچا ہے تو مجھے راحت پہنچا اور دیر ہے تو صحت بخش اور اگر آزمائش ہے تو صبر عطا فرما۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم نے کیا کہا؟ میں نے جو کہا تھا وہ دہرا دیا۔ حضور ﷺ نے پائے اقدس سے مجھے ٹھوکر ماری اور کہا، اے اللہ! اسے عافیت اور صحت عطا فرما۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اس کے بعد وہ تکلیف مجھے پھر نہیں ہوئی۔ (ترمذی)

25۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا، علی کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ اس حدیث کی سند حسن ہے۔ (حاکم، طبرانی، الصواعق المحرقۃ: ۱۹۰)

26۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ (ابن عساکر، تاریخ الخلفاء: ۱۶۴)

27۔ حضرت عمران بن حُصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنگ سے واپسی پر چار افراد نے بارگاہِ رسالت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ حضورِ اکرم ﷺ کے چہرۂ انور پر غصے کے آثار ظاہر ہوئے اور آپ نے فرمایا، تم علی سے کیا چاہتے ہو؟ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں۔ (ترمذی)

28۔ حضرت اسحٰق بن براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے بارگاہِ نبوی میں خط کے ذریعے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ اس پر نبی کریم ﷺ ناراض ہوئے اور آپ نے فرمایا، تمہارا اُس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے

محبت رکھتا ہے اور اللہ و رسول ﷺ کو وہ محبوب ہے۔ (ترمذی)

29۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو چکی پیسنے سے تکلیف ہوتی تھی۔ وہ یہ عرض کرنے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گئیں لیکن کاشانۂ اقدس پر آپ کو نہ پایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو آنے کی وجہ بتا کر آ گئیں۔ جب رسول کریم ﷺ کو ام المؤمنین نے خبر دی تو آقا و مولیٰ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم اپنے بستروں پر لیٹے ہوئے تھے۔ میں اٹھنے لگا تو آپ نے فرمایا، اپنی اپنی جگہ رہو۔ پس آپ ہمارے درمیان رونق افروز ہو گئے یہانتک کہ میں نے آپ کے مبارک قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی۔ آقا کریم ﷺ نے فرمایا،

کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتادوں جو اس سے بہتر ہے جس کا تم نے سوال کیا؟ جب تم اپنے بستروں پر لیٹنے لگو تو ۳۴ بار اللہ اکبر، ۳۳ بار سبحان اللہ اور ۳۳ بار الحمد للہ پڑھ لیا کرو، یہ تم دونوں کے لیے خادم سے بہتر ہے۔ (بخاری باب مناقب علی)

30۔ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں حَوضِ کوثر تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے۔ (طبرانی فی الاوسط، الصواعق المحرقۃ: ۱۹۱)

31۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ حضرت علی کی گود میں سر مبارک رکھے ہوئے تھے اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نمازِ عصر نہیں پڑھی تھی۔ اس دوران سورج غروب ہو گیا۔ آقائے دوجہاں ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ! علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے اس لیے ان کے لیے سورج لوٹا دے۔ تو سورج غروب ہونے کے بعد پھر طلوع ہو گیا۔ اس حدیث کو امام طحاوی نے صحیح قرار دیا ہے، قاضی

عیاض مالکی نے بھی کتابُ الشفاء میں اسے صحیح کہا ہے۔علامہ ابن حجر مکی اور دیگر محدثین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ رحمہم اللہ تعالی

32۔ حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی۔اور جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا۔اس حدیث کی سند حسن ہے۔(طبرانی فی الکبیر، الصواعق المحرقہ:۱۹۰)

33۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقا و مولیٰ ﷺ سے شکایت کی کہ لوگ مجھ سے حسد کرتے ہیں۔تو آپ نے فرمایا، کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے لوگوں میں چوتھے تم ہو؟ وہ چار لوگ مَیں، تم، حسن اور حسین ہیں۔(مسند احمد، طبرانی فی الکبیر، مجمع الزوائد)

34۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چار آدمیوں کی محبت کسی منافق کے دل میں جمع نہیں ہوسکتی اور نہ ہی مومن کے سوا کوئی ان چاروں سے محبت کرسکتا ہے وہ چار لوگ ابوبکر، عمر، عثمان اور علی ہیں رضی اللہ عنہم۔ (ابن عساکر، الصواعق المحرقہ:۱۱۹)

35۔ حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم انصار کے لوگ منافقوں کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے کی وجہ سے پہچان لیتے تھے۔(ترمذی ابواب المناقب)

36۔حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے چار لوگوں سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے اور مجھے یہ بھی خبر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت رکھتا ہے۔لوگوں نے عرض کی، ہمیں ان کے نام بتا دیجیے۔آپ نے تین بار

فرمایا، ان میں سے ایک علی ہیں۔ پھر فرمایا، دیگر تین لوگ ابوذر، مقداد اور سلمان ہیں۔ (ترمذی ابواب المناقب)

37۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، تم لوگ مختلف درختوں کی شاخیں ہو! میں اور علی ایک ہی درخت سے ہیں۔ (تاریخ الخلفاء:۲۵۸)

38۔ حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، جب سرکارِ دو عالم ﷺ غصہ کی حالت میں ہوتے تھے تو سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ آپ سے گفتگو کر سکے۔ (طبرانی، تاریخ الخلفاء:۲۵۹)

39۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے مجھے یمن کی جانب قاضی بنا کر بھیجنا چاہا تو میں نے عرض کی، میں ابھی ناتجربہ کار ہوں اور معاملات طے کرنا نہیں جانتا۔ آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مبارک مار کر فرمایا، الٰہی! اسکے قلب کو روشن فرما دے، اسکی زبان کو تاثیر عطا فرما دے۔ خدا کی قسم! اس دعا کے بعد سے مجھے کبھی کسی مقدمہ کا فیصلہ کرتے ہوئے شک و تردد پیدا نہیں ہوا اور میں نے درست فیصلے کیے۔ (حاکم)

40۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غیب بتانے والے آقا ﷺ نے فرمایا، دو شخص سب سے زیادہ شقی و بدبخت ہیں۔ ایک وہ جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں اور دوسرا وہ ہے جو تمہارے سر پر تلوار مارے گا اور تمہاری داڑھی خون سے تر ہو جائے گی۔ (مستدرک للحاکم، مسند احمد)

41۔ حضرت براء بنِ عازب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ خمِ غدیر پر اترے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، کیا تم جانتے نہیں کہ میں ہر صاحبِ ایمان سے اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں؟ لوگ عرض گزار ہوئے،

کیوں نہیں؟ فرمایا، کیا تم جانتے نہیں کہ میں مسلمانوں کا اُن کی جان سے بھی زیادہ مالک ہوں؟ عرض کیا، کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ! جس کا میں دوست ہوں اس کے علی بھی دوست ہیں۔ اے اللہ! اس سے دوستی رکھ جو اِن سے دوستی رکھے اور اس سے دشمنی رکھ جو اِن سے دشمنی رکھے۔

اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اُن سے ملے تو فرمایا، اے ابنِ ابو طالب! آپ کو مبارک ہو کہ آپ ہر صبح و شام ہر ایمان والے مرد و عورت کے دوست ہیں۔ (مسند احمد، مشکوٰۃ)

☆☆☆☆